دسویں صدی ہجری کا باکمال محدّث

از

جناب شیخ فرید برہان پوری

(پروفیسر رابرٹسن کالج۔ جبل پور)

دسویں صدی ہجری کا باکمال محدث ــــــــ حضرت شیخ علی متقی برہان پور کی مایۂ ناز ہستی ہے۔ وہ اپنے دور کے ممتاز عالم اور فاضلِ اجل تھے۔

علی متقی اصلاً جونپوری اور مولداً برہان پوری ہیں۔ اِن کے والد حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خاں اپنے اہل وعیال کو لے کر جون پور سے برہان پور آ گئے۔ اور یہاں ۸۸۵ھ ۱۴۸۰-۱۴۸۱ء میں علی متقی پیدا ہوئے۔ سات یا آٹھ سال کی عمر میں تقریباً ۸۹۲ھ ۱۴۸۶-۸۷ء میں ان کے والد نے حضرت شاہ بہاءالدین باجن کے حلقۂ ارادت میں شامل کر دیا۔

اپنے والدِ بزرگوار اور شہر کے دوسرے عالموں سے علومِ متداولہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور مختصر عرصہ میں علم وفضل میں کمال حاصل کر لیا۔

والد کی وفات کے بعد ابتدائے شباب میں ملازمت کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ اس ارادہ سے شادی آباد ــــ مانڈو ــــ پہنچے۔ اور وہاں ملازمت کر لی۔ فارغ البالی کے ساتھ زندگی گذارنے لگے۔ کچھ مال ومتاع بھی جمع کر لیا۔ مگر خدا کی عنایت اور ہدایت کی دستگیری سے دنیاوی مال ومتاع کی وقعت نظروں سے اُٹھ گئی۔ اور اس فانی دنیا کی حقیقت کے انکشاف کے بعد دنیا سے قطع تعلق کرنے کی ٹھان لی۔ ملازمت چھوڑ کر برہان پور واپس آئے اور شیخ عبدالحکیم ابن شاہ باجن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی صحبت سے فیض پاتے رہے خاندانِ چشتیہ کا خرقۂ خلافت حاصل کیا۔

ان کے ابتدائی حالات نہیں ملتے۔ انھوں نے اپنا حال یوں بیان کیا ہے ـــــــ

"یہ فقیر جب بچہ تھا۔ اُس وقت والد رضی اللہ عنہ نے شیخ اجل شیخ باجن چشتی کا مُرید کر دیا تھا۔ ان کا طریقہ وجد و سماع صفا و ہیجان کا باعث ہوا۔ پس جب میں سن شعور کو پہنچا۔ اور حق و باطل کی تمیز ہوئی۔ تو انھیں کو میں نے اپنا شیخ رکھا۔ اور انہیں کے قول پر عمل کرنے کے لئے راضی ہوا۔ کیونکہ مشائخین کا یہ قول ہے۔ کہ لڑکا جب مرید کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کو بالغ ہونے کے بعد اختیار ہے کہ چاہے اسی شیخ کو اپنا شیخ بنائے یا کوئی اور شیخ بنائے۔ میں نے انھیں کو اپنا شیخ رکھا۔ جب میرے والد اور حضرت شیخ (شاہ باجن) کا انتقال ہو گیا۔ تب میں مشائخین خاندان عالیہ چشتیہ بہشتیہ کا خرقہ حضرت شیخ عبد الحکیم بن شیخ باجن سے پہنا"[1]

غالباً ۹۱۲ھ / ۱۵۰۶ء میں حضرت شیخ عبد الحکیم کے مرید ہوئے۔

ملتان کا سفر اور قیام رہ طریقت میں پیش آنے والی مشکلات کا حل تلاش کرنے کے لئے ملتان کا قصد کیا۔ دو سال تک شیخ حسام الدین ملتانی کی صحبت میں رہے۔ اور ظاہری و باطنی فیوض سے مستفیض ہوتے رہے۔ ان سے اکثر تفسیر بیضاوی اور عین العلم کا تذکرہ رہا۔

عبد الوہاب متقی برہان پوری [متوفی ۱۰۰۱ھ / ۱۵۹۲ء] کی روایت سے اخبار الاخیار میں منقول ہے کہ ـــــــ

"جب شیخ الاسلام حضرت حسام الدین کی خدمت میں ملتان میں رہتے تھے۔ شیخ الاسلام خود اپنے سر پر کتابیں رکھ کر ان کے حجرے میں آتے تھے۔ کیوں کہ یہ خلوت میں رہتے تھے اس لئے اندر جانے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے وہ فرماتے تھے کہ حسام الدین آیا ہے۔ کیا حکم ہے۔ ایک دو دفعہ اسی طرح کہتے تھے۔ تو حضرت دروازہ کھول دیتے تھے۔ اکثر ایسا

---

[1] اخبار الاخیار (اردو) صفحہ ۳۶۸۔ ترجمہ مراۃ احمدی صفحہ ۱۰۳
معارج الولایت قلمی صفحہ ۳۸۹ اور سفینۃ الاولیاء میں فارسی عبارت نقل ہے)
مذکورہ بالا عبارت اس رقعہ کا ترجمہ ہے۔ جو انھوں نے اپنی رحلت کے وقت کسی مخلص کے سپرد کر دیا تھا۔ [2] ایضاً صفحہ ۳۶۹۔

بھی ہوا کہ حضرت شیخ حجرہ نہ کھولتے تھے۔ تو حضرت شیخ الاسلام واپس ہو جاتے تھے۔۔۔۔

اکثر تفسیر بیضاوی کا مذاکرہ کیا کرتے تھے۔"

اسی طرح چند سال حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں ملتان میں رہے جب جاذبہ توفیق نے مرکز ــــــ سوادِ اعظم ــــــ کی جانب کھینچا۔ تو مدینہ منورہ کے قصد سے ملتان سے روانہ ہوئے۔ مانڈو آئے۔ یہاں والدہ کی بیماری کی وجہ سے کچھ عرصہ تک ان کو قیام کرنا پڑا۔ ان کی آمد کی خبر سن کر طالبانِ رشد و ہدایت جوق در جوق آنے لگے۔ ہر وقت ایک مجمع رہتا۔

والدہ کی وفات کے بعد مانڈو گڑھ سے احمد آباد آئے۔

قیام احمد آباد | احمد آباد میں ورود اور قیام کے زمانہ کا تعین مشکل ہے۔

کچھ عرصہ تک انھوں نے احمد آباد میں قیام کیا۔ ان کی بزرگی اور فضیلت کا شہرہ سن کر سلطان بہادر شاہ والیٔ گجرات نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ مگر انھوں نے انکار کر دیا۔

عوام پروانہ وار ان کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ اکثر تنگ آکر دروازہ بند کر کے بیٹھ جاتے تھے۔

انھی دنوں ــــــ قاضی عبداللہ سندھی ــــــ صاحب علم و تقویٰ ــــــ گردشِ روزگار سے پریشان ہو کر گجرات کی راہ عازمِ مدینہ تھے۔ شیخ سے ان کو بے حد عقیدت اور محبت تھی۔ بادشاہ نے شوقِ ملاقات کی شدت سے مجبور ہو کر قاضی صاحب موصوف کی معرفت باریابی چاہی۔ انھوں نے قاضی صاحب کی درخواست منظور کر لی۔ سلطان حاضرِ خدمت ہوا۔ اور ان کے نصائح و ارشادات کو غور سے سنا۔ اور ایک کروڑ تنکہ ــــــ گجراتی سکہ ــــــ بطور نذرانہ ان کی خدمت میں بھیجا۔ چونکہ یہ نذرانہ قاضی صاحب کے توسل سے حاصل ہوا تھا۔ قاضی صاحب کو عنایت کر دیا۔

گجرات سے ۹۵۳ھ / ۱۵۴۶ء میں دیارِ عرب کا رخ کیا اس وقت ان کی عمر ۶۷ برس کی تھی۔

سفر میں طریق زندگی | سفر میں ان کا طریقہ یہ تھا کہ دو تھیلے ساتھ رکھتے تھے۔ ایک میں کھانے پینے کا ضروری سامان اور دوسرے میں قرآنِ پاک اور چند کتابیں۔ کھانے کا سامان بھی دو تین دن سے زیادہ کا نہ ہوتا تھا۔ جنگل سے لکڑیاں چُن کر لاتے۔ چقماق سے آگ جلاتے اور اپنے ہاتھ سے کھانا پکاتے تھے۔ اور خود ہی برتن وغیرہ صاف کر لیتے تھے۔ اس باب میں انھوں نے کسی کی خدمت قبول نہ کی۔

مکہ میں سکونت | شیخ نے عرب پہنچ کر مشہور اور معروف اساتذہ اور شیوخ کی خدمت میں چند سال تک علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل کی۔ ان شیوخ میں شیخ ابن حجر مکی۔ شیخ ابو الحسن بکری۔ اور محمد بن سخاوی جیسے فاضل اجل شامل ہیں۔ چند سال میں شیخ نے اپنی فطرت ذہانت۔ روحانی ذوق اور توفیقِ ایزدی سے یہ مرتبہ حاصل کر لیا۔ کہ استاد شاگرد اور شاگرد استاد ہو گیا۔

"از ہند در سال نہصد و پنجاہ و سہ سالہ بصوب حرمین شریفین خرامش فرمود و توفیق تصنیف و تصحیح جملگی صحاح حدیث در ملازمت شیخ ابو الحسن بکری شافعی مصری و دیگر محدثانِ معجز بیان یا...... استعداد خدیو مردم را بافادہ فرمائی بر مسند...... نشاند و فراوان تالیفاتِ سود مند در فنِ حدیث برائے رہنمائی مردم گذاشت"[1]

شیخ ۹۵۷ھ / ۱۵۵۰ء سے ۹۷۱ھ / ۱۵۶۴ء تک مکہ میں حدیث شریف کی دائرۃ المعارف "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" ——— کی ترتیب و تہذیب میں مصروف رہے جس نے سیوطی کے مجموعۂ احادیث پر خطِ نسخ پھیر دیا۔

شیخ اس درمیان میں ۹۶۱ھ / ۱۵۵۳ء تک دو مرتبہ گجرات آئے۔ وہاں شیخ اور سلطان محمود کی ملاقات کی تفصیل "ظفر الوالہ بمظفر و آلہ"[2] میں درج ہے۔

یہاں سلطان محمود اکثر خلافِ شریعت لباس پہن کر حاضر خدمت ہوتا۔ اس کی طرف انھوں نے کبھی توجہ نہ کی۔ ایک مرتبہ جب سلطان شرعی لباس میں حاضر ہوا۔ تو انھوں نے

[1] گلزار ابرار زرق صفحہ ۲۵۶ ۔ اذکار ابرار صفحہ ۴۰۳ [2] ظفر الولہ ——— مطبوعہ لندن صفحہ ۳۱۵

خوشنود ہوکر اس کی طرف دیکھا۔ سلطان کی درخواست پر اُس کے محل میں تشریف لے گئے۔ اپنے گلاس کو چار مرتبہ پانی سے دھوکر سلطان کو پانی پینے کے لیے دیا۔ تاکہ اس کا شک دور ہو جائے۔ سلطان نے خوشی سے پانی پی لیا۔ سلطان نے اپنی سلطنت لاکر قدموں پر ڈال دی۔ مگر انھوں نے کچھ قبول نہ کیا۔

سلطان نے مدرسہ اور طلبا کے وظائف کے لئے بڑی رقم مقرر کر دی۔ شیخ مکہ لوٹ گئے۔ اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔

وفات | وفات سے چند روز پہلے ان میں کچھ جذبے پیدا ہو جاتے تھے۔ جس سے تمام بدن اور حرکات سکنات میں تغیر پیدا ہو جاتا تھا۔

عبدالوہاب متقی کہتے ہیں کہ صفر کے مہینے ۹۷۵ھ ۱۵۶۷ء میں وفات سے دو تین دن قبل شیخ نے اُن سے ایک بیت پڑھنے کے لئے کہا۔ انھوں نے ذیل کی بیت پڑھی[1]

ہر گز نیامد در نظر صورت ز رویت خوب تر — شمسے ندانم یا قمر یا زھرۂ یا مشتری

اس بیت کو سُن کر ان کی عجیب حالت ہو گئی۔ بآواز بلند پڑھنے کے لئے کہا عبدالوہاب متقی نے کئی مرتبہ بلند آواز سے پڑھا۔ "حضرت شیخ سے محبت آمیز کلام اور شور انگیز نالے بلند ہونے لگے"۔ جب خادم کھانا لایا تو انھوں نے اس کو اس طرح کوٹنے کے لئے کہا کہ سب ایک ہو جائے اور دوئی نہ رہے۔ اور ایک دوہرہ پڑھا۔

"آں چناں سحق کن کہ یکے شود و دوئی نماند چنانچہ ایں دوہرہ خبرے دہد"

دوہرہ ——

"سُن سہیلی پریم کی باتا — یوں مل رہی جیون دود بتاتا"[2]

اپنے مقالہ —— "ہندوستان میں ہندوستانی"، میں حضرت سید سلیمان ندوی نے اس دوہرہ کے ذیل میں لکھا ہے۔ کہ "غور کیجئے۔ کہ ان کا تعلق ہندوستان کے کن کن صوبوں

[1] اخبار الاخیار (اردو) ص ۳۷۶ [2] اخبار الاخیار مطبع ہاشمی میرٹھ ص ۲۴۹ (بحوالہ نقوش سلیمانی)

سے رہا- جون پور (پورب) برہان پور (خاندیش)۔ مانڈو (مالوا) ملتان (پنجاب سندھ)
اور احمد آباد (گجرات) بایں ہمہ ان کی جو زبان تھی وہ اس دوہرے سے ظاہر ہے[1]۔

وفات کے وقت تمام جسم ساکت تھا۔ شہادت کی انگلی حرکت کر رہی تھی۔ اس کی حرکت بند ہونے کے بعد مریدوں نے سمجھ لیا۔ کہ روح قالب سے رخصت ہوگئی ہے۔ رحلت کے وقت ان کا سر شیخ عبدالوہاب متقی کے زانو پر تھا۔

دو[2] جمادی الاول ۹۷۵ھ منگل ۴ نومبر ۱۵۶۷ء کو صبح کے وقت جان جاں آفریں کے سپرد کر دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۰

برہان پور کی مردم خیز خاک سے اٹھا ہوا باکمال محدث ——— مکہ کی مقدس سرزمین میں ابدی آرام کے مزے لے رہا ہے ———

تاریخ وفات | "شیخ مکہ"۔ "قضیٰ نحبہ"۔ "متابعتِ نبی"۔ اور "پیروِ خاص مصطفیٰ است علی" سے تاریخِ وفات نکلتی ہے۔

مخبر الواصلین (قلمی) میں ذیل کا قطعہ درج ہے۔

آنکہ او ہادیٔ خفی وجلی است — متقیِ زمانہ شیخ علی است
وارثِ علم مرسلیں بودہ — خاتم دہر را نگیں بودہ
درۃ التاج اتقیاء او بود — گوئے تقویٰ ازیں زمانہ ربود
در احادیث بود بے ہمتا — ہم چو در اختراں قمر یکتا
بہ فقاہت عدیلِ او عدم است — عاجز از وصفِ او قلم است
از جمادیٰ نخست بود دوم[3] — کہ علی شد بادجِ چرخِ نہم
سالِ ترحیل او رقم افتاد — وارث الانبیاء بحق جاں داد

---

[1] نقوش سلیمانی صفحہ ۵۶ [2] گلزار ابرار (قلمی) ورق ۲۶۵ [3] اخبار الاخیار (اردو) صفحہ ۳۷۵ پر تاریخ وفات بارہ جمادی الاول ہے مگر قطعہ میں دو تاریخ نظم کی گئی ہے۔

مرقد او بہ مکۃ اللہ است فیض بخش گدا و ہم شاہ است

بایۂ علم وفضل | شیخ کی ریاضت - زہد و تقویٰ - ظاہری اور باطنی علوم میں کمال کی وجہ سے مکہ معظمہ کے علماء و فضلاء اُن کے فضل وکمال کے معترف تھے -

مفتیٔ حرم محترم ---------- شیخ ابنِ حجر مکّی ---------- ابتداءً ان کے استاد تھے اور آخر میں مرید بن کر خرقۂ خلافت ان سے حاصل کیا - اِن کی ذات سے اس مقدس مقام میں سینکڑوں طالبانِ علم کو فیض پہنچا - ان کی آغوشِ تربیت میں کئی ذرّے غیرتِ شمس و قمر ہو گئے - چند ہندی فضلاء اور خلفاء کے نام یہ ہیں

عبدالوہاب متقی - شاہ طاہر پٹنی - شیخ ابو جیو تیمی - شیخ محمد فضل اللہ - حضرت مخدوم جیو قادری - شیخ عبداللہ - شیخ رحمت اللہ سندھی وغیرہ -

طریقۂ درس وہدایت | طالب علموں کو رشد وہدایت کا ان کا طریقہ یہ تھا کہ طالب علم کو اُس کی ظاہری حالت پر چھوڑ دیتے تھے اور اس کے باطن کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے - رفتہ رفتہ اُس کے دل میں نور اور صفائی پیدا ہوتی اور وہ منزل تک پہنچ جاتا -

شمس اللہ صاحب قادری نے تاریخ زبان اُردو میں لکھا ہے - کہ

"شیخ کے درس کا طریقہ یہ تھا - کہ آپ حرم میں تشریف رکھتے تھے - اور درس کے لیے طلباً جمع ہو جاتے اس کے بعد عربوں کو عربی میں - عجمیوں کو فارسی میں اور ہندیوں کو ہندی میں درس دیتے تھے" [1]

شیخ کے طریقہ درس کو ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردِ رشید اور خلیفہ عبدالوہاب متقی نے جاری رکھا [2] - شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "زاد المتقین اِلیٰ طریق سلوک الیقین" میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے - تاریخ زبانِ اُردو میں متعلقہ عبارت یوں منقول ہے [3]

---

[1] تاریخ زبانِ اُردو صہ ۲۹ [2] نقوشِ سلیمانی صہ ۵۶ [3] تاریخ زبانِ اُردو صہ ۲۹

تصانیف | فاضل اجل حضرت شیخ علی متقی کی عربی اور فارسی میں ایک سَو سے زیادہ ادبی یادگاریں ہیں۔ ان سے اُن کے تبحرِ علمی اور پایۂ فضل وکمال کا اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت موصوف کو علم کی ترویج و اشاعت کا بڑا شوق تھا۔ اِس خاطر کتابیں لکھتے اور نقل کرواکے شائقینِ علم کی تشنگی کی تسکین کی خاطر دوسرے شہروں کو بھیجتے تھے۔

شیخ مکہ معظمہ میں ۹۵۶ھ/۱۵۵۰ء سے ۹۷۱ھ/۱۵۶۳ء تک کتبِ احادیث کی تصحیح و تقابل میں دن رات مصروف و مشغول رہا کرتے تھے۔ عبدالوہاب متقی تمام تصنیفات کی کتابت اور تصحیح کرتے رہتے تھے۔ اِن کی کتابت کی مشق اِس قدر بڑھ گئی تھی کہ حضرت شیخ کی ایک کتاب جس میں دو ہزار ابیات ہیں۔ بارہ راتوں میں نقل کرلیا۔

اُن کی تخلیقات میں سے چند کا ذکر سطورِ ذیل میں کیا جارہا ہے۔ اِن میں سے کچھ کتابوں کے خوش خط مخطوطات پیر محمد شاہ لائبریری احمد آباد میں محفوظ ہیں۔

(۱) عجالۃ الناسک فی انتخاب المناسک

فرائض۔ واجبات۔ محرمات۔ مکروہات۔ مباحات۔ سنن۔ مستحبات۔ حج واحرام کے بیان میں فارسی زبان میں ایک رسالہ مبتدیوں کے لئے ہے۔ حضرت رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی کی لباب المناسک سے ماخوذ ہے۔

حمد و نعت کے بعد لکھا ہے۔

"می گوید احقر العباد اللہ علی ابن حسام الدین الشہیر بالمتقی کہ ایں رسالہ ایست در بیان فرائض و واجبات و محرمات و مکروہات و مباحات و سنن و مستحبات حج و احرام از کتاب لباب المناسک از تصنیفاتِ حضرت رحمت اللہ بن قاضی عبداللہ سندھی بزبانِ پارسی برائے مبتدیاں انتخاب کردہ و نام وے "عجالۃ الناسک فی انتخاب المناسک" نہادہ شد"

(۲) البرہان:۔ علامہ سیوطی نے امام مہدی آخر الزماں کے حالات میں "کتاب المعروف الوردی فی اخبار المہدی" تالیف کی اس کتاب میں ابواب وغیرہ کی ترتیب نہ تھی۔ علی متقی نے اس کو دوبارہ ترتیب دیا۔ اور اس میں جابجا احادیث کے اضافے

کئے۔ یہ احادیث جمع الجوامع اور عقد الدرر فی اخبار المختصر سے لی گئی ہیں۔

کتاب کا سنہ تصنیف سنہ ۹۲۴ھ / ۱۵۱۸ء ہے۔ ۱۷۰ صفحات پر مشتمل پاکیزہ نسخہ احمد آباد میں ہے۔

(۳) تبئین الطرق: ——— علم تصوف پر یہ شیخ کی پہلی تصنیف ہے۔ منقول ہے کہ اس کتاب کی تصنیف کے لئے ان کو غیب سے الہام ہوا تھا۔ "تنویر الافق" کے نام سے اس کتاب کی شرح بھی شائع ہو چکی ہے۔

(۴) مجموعہ حکم کبیر: ——— تصوف کی یہ دوسری کتاب ہے۔ اس میں تمام مشہور کتب تصوف کا خلاصہ ہے۔ اس کے متعلق شیخ متقی کا کہنا تھا کہ اس میں تصوف کے ہر مشکل مسئلہ کا حل ہے۔

(۵) شرح رسالہ اصول الطریق: ——— شیخ احمد برزوق کی اصول الطریق کی شرح ہے

(۶) رسالہ وصایا: ——— بمبئی سے شایع ہو چکی ہے۔ نایاب ہے۔

(۷) وسیلۃ الفاخرہ فی سلطنت الدنیا والآخرۃ: ——— ۱۴ صفحات کا مختصر رسالہ ہے۔

(۸) الطب لتیام لجمیع الاسقام: ——— طب میں تصنیف ہے۔

(۹) رسالہ محتوی: ——— دو ہزار احادیث پر مشتمل ایک رسالہ ہے۔

(۱۰) کنز العمال اور منہج العمال: ——— کنز العمال شیخ کی علمی کوششوں کا شاہکار ہے۔ مکہ معظمہ میں ۹۵۷ھ / ۱۵۵۰ء سے ۹۷۱ھ / ۱۵۶۳ء تک وہ احادیث کی دائرۃ المعارف کی ترتیب و تدوین میں مصروف رہے۔

شیخ نے سیوطی کی کتاب جمع الجوامع کو از سر نو ترتیب دی۔ اس کے ابواب قائم کئے۔ اور کنز العمال نام رکھا۔ دوبارہ کنز العمال سے مکرر احادیث کو علیحدہ کر کے عمدہ طریقہ پر ان کی ترتیب دی اور اس کا نام منہج العمال رکھا۔

ان کتابوں نے سیوطی کے مجموعوں پر خط نسخ پھیر دیا ان دونوں تصنیفات کو دیکھ کر

شیخ ابو الحسن بکری نے کہا تھا۔

للسیوطی منتہ علی العالمین — سیوطی کا احسان تمام عالم پر ہے اور علی متقی کا

وللمتقی علی السیوطی — احسان سیوطی پر ہے۔

(۱۱) رسالۃ التوکل فی الیقین والتوکل:— "کتاب التنویر فی اسقاط التدبیر" ابو الفضل تاج الدین احمد بن محمد بن عبد الکریم ابن عطاء اللہ اسکندری کی تصنیف ہے۔ علی متقی نے آخری دو فصلوں کا ترجمہ کر کے رسالۃ التوکل فی الیقین والتوکل نام رکھا۔

ایک ۲۳ سطری ۵" × ۹" تقطیع کا آٹھ اوراق کا قلمی نسخہ احمد آباد کے پیر محمد شاہ کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

مقدمہ کی عبارت درج ذیل ہے:—

"علی بن حسام الدین چوں کتاب نام .... تالیف امام محقق ابی الفضل تاج الدین احمد بن محمد بن عبد الکریم بن عطاء اللہ اسکندری رضی اللہ واقف شد۔ بخاطر آمد کہ دو فصل آخر ترجمہ بپارسی کردہ شود فائدۂ عام و خاص را باشد وایں را نام "رسالۃ التوکل فی الیقین والتوکل نہادہ شد"

کتاب تنویر کا ایک قلمی نسخہ حضرت سید محمد مطیع اللہ صاحب راشد برہان پوری (مقیم کراچی) کے نادر کتب خانے کی زینت ہے موصوف نے اپنی خرابیٔ صحت اور گوناگوں مصروفیات کے باوجود ازرہ بندہ نوازی رسالۂ مذکور کے متعلق جو تحریر کیا ہے۔ بجنسہ نقل ہے:—

"تمہید یہ ہے

میگوید احقر عباد اللہ علی بن حسام الدین کہ مشہور است بمتقی کہ مشائخ رضی اللہ عنہم اتفاق کردہ اند کہ مرید را ہیچ مانعی بطلب حق چنانچہ غم رزق است نیست۔ چوں ایں مانع از مرید دور شود و توکل بر خدائے تعالیٰ حاصل شد۔ بقوت توکل بر فضیلت دینی و دنیوی کہ خواہد بسہولت حاصل تواند کرد۔ پس بنابریں مضمون دو فصل آخریں از کتاب تنویر کہ تصنیف

ابن عطاء اللہ اسکندری است فارسی کردہ شود و خاتمہ مناسب رسالہ زیادہ کردہ شد تا فائدہ خاص و عام را باشد و ایں رسالہ را . . . . نام نہادہ آمد۔

چھوٹی تقطیع کے ۲۰ اوراق ہیں۔ اس رباعی پر خاتمہ ہے۔

شش بود انکارِ تحصیلِ توکل اے عزیز علم و قدرت ۔ نفی عجز و سہو نقص خلق بیں

بگذراں بر خاطرت چنداں کہ مستولی شوند نیک آساں باشد ایں بر خاطرِ طبع گزیں

"خاتمہ بالخیر"

ترقیمہ اس کے سوا کچھ نہیں اور اس کے آگے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ از فضیلتِ مہتر آدم صلوٰۃ اللہ علیہ در بیانِ سورۃ مائدہ ساعتے بود از یک جانب آوازے شنیدند ۔ پیغمبر خدا مرا دستوری دہ تا در آیم ۔ بعدہٗ حضرت رسالت فرمودند ۔ یاراں من شما میدانید کہ ایں آواز از آنِ کیست ۔ یاراں گفتند ما نمی دانیم گفت اے یاراں ایں آوازِ ابلیسِ لعین است ۔

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے عرض کی اجازت ہو تو ہم اس کو ہلاک کر دیں ۔ فرمایا خدائے تعالیٰ نے اس کو مہلت دے رکھی ہے۔

بہر حال اس کو باریاب ہونے دیا گیا ۔ پھر شیطان کا حلیہ ہے اور اس کا مکالمہ آں حضرت صلعم سے ۔ لب لباب یہ ہے کہ حضور نے ابلیس سے تمام تلبیسات کا دریافت کیا کہ تو انسانوں کو کیسے ورغلاتا ہے ۔ کس کو پسند کرتا ہے اور کس کو ناپسند کرتا ہے ۔ تو کس چیز سے خوش ہوتا ہے ۔ کس سے ناخوش ۔ تیرا مقام کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہ رسالہ بھی ۱۴ اوراق میں ختم ہوا ہے ۔ اس پر ترقیمہ یہ ہے ۔

تمت تمام شد ۔ کار من نظام شد ۔ کاتب الحروف بندۂ درگاہ شیخ امان اللہ والد شیخ جمال محمد ابن شیخ محمود قوم شیخ زادہ قریشی ساکن اکبر آباد بوقت یک ہر روز بر آمدہ روز جمعہ بتاریخ بست و دوم محرم الحرام ۷ھ جلوس والا تمام شد ۔ فرد ۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہ گارم

یا یہ کوئی جداگانہ رسالہ ہے یا پھر اول الذکر ترجمۂ تنویر کا خاتمہ ہے۔ جس کو موصوف نے تمہید میں وعدہ فرمایا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لیکن مذکورہ ہر دو رسائل سے قبل ایک اور رسالہ اسی ترکیب اسی انداز بیان میں اسی موضوع پر منسلک ہے۔ جس کا آغاز نہیں۔

خاتمہ پر صرف اس قدر تحریر ہے

تمت تمام شد کارِ من نظام شد

فرد

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہ گارم

اس رسالہ کے ۱۴ اوراق ہیں اور اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالےٰ سے مختلف سوالات اور بارگاہِ الٰہی سے ان کے جوابات ہیں۔ اور نتیجۃً حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ثابت ہے۔

یہ پورا مجموعہ ایک ہی کاتب نے یکساں طور پر لکھا ہے۔

رسائل علی متقی

اس تحریر سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تینوں رسالے حضرت شیخ علی متقی کے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

رہنمائے قرآن

اسلام اور پیغمبرِ اسلام صلعم کے پیغام کی صداقت کو سمجھنے کے لئے اپنے رنگ کی یہ بالکل جدید کتاب ہے جو خاص طور پر غیر مسلم یوروپین اور انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب کے لئے لکھی گئی ہے۔ جدید اڈیشن۔ قیمت ایک روپیہ۔